THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, November 06, 2012
(87th Session)
Volume XI No. 01
(Nos.01-10)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran.. ………....……..	1
2.	Panel of Presiding Officers ………………………	2
3.	Leave of Absence…………………………………	2
4.	Motion: (Under Rule 218) ……………………….	3
5.	Discussion on Law and Order Situation particularly in Karachi, Gilgit Baltistan and Balochistan ……………………………………….	3-34

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume XI	SP.XI(01)/2012
No.01	15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, November 06, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

وَلَوۡ نَشَآءُ لَاَرَیۡنٰکَهُمۡ فَلَعَرَفۡتَهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ ؕ وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِیۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ ؕ وَاللّٰهُ
یَعۡلَمُ اَعۡمَالَکُمۡ۔ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ حَتّٰی نَعۡلَمَ الۡمُجٰهِدِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَالصّٰبِرِیۡنَ ۙ وَ
نَبۡلُوَا۠ اَخۡبَارَکُمۡ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوۡلَ
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الۡهُدٰی ۙ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیۡئًا ؕ وَسَیُحۡبِطُ اَعۡمَالَهُمۡ۔ یٰۤاَیُّهَا
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ۔

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو وہ لوگ تم کو دکھا بھی دیتے اور تم ان کو ان کے چہروں ہی سے پہچان لیتے اور تم انہیں (ان کے) انداز گفتگو ہی سے پہچان لوگے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے تا کہ جو تم میں لڑائی کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کریں۔ اور تمہارے حالات جانچ لیں۔ جن لوگوں کو سیدھا راستہ معلوم ہو گیا (اور) پھر بھی انہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا اور پیغمبر کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے۔ اور اللہ ان کا سب کیا کرایا اکارت کر دے گا۔ مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔

سورۃ محمد (آیات 30 تا 33)

Mr. Acting Chairman: First we form the Panel of Presiding Officers. In pursuance of sub-rule (1) of rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form Panel of Presiding Officers for the 87th session of the Senate of Pakistan:-

Panel of Presiding Officers

i) Senator Ahmed Hassan

ii) Senator Afrasiab Khattak

iii) Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

Now we take the leave applications.

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: مفتی عبدالستار صاحب نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6 اور 7 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ملک صلاح الدین ڈوگر نے ناسازی طبعیت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ مدثر سحر کامران صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر چھیاسویں اجلاس کے دوران مورخہ 8 تا 12 اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر کریم احمد خواجہ صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر 6تا7 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد یوسف بلوچ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج 6 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Motion (Under Rule 218)

Mr. Acting Chairman: We may take up Item No.2 regarding further discussion on the following motion moved by Col. (Rtd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi on his behalf and on behalf of Mr. Hamza on 6th September, 2012:-

> "The House may discuss the law and order situation in the country with particular reference to target killings and sectarian violence in Balochistan, Karachi and Gilgit-Baltistan"

کون شروع کرے گا؟ مولانا صاحب

Discussion on Law and Order Situation in Karachi, Gilgit-Baltistan and Balochistan

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان، کراچی اور پورے ملک میں جو امن و امان کی صورت حال ہے اس پر سینیٹ میں مسلسل بحث ہو رہی ہے۔ گزشتہ اجلاسوں میں بھی بلوچستان کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا اور اس موقع پر بھی میں نے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھی تھیں لیکن وہ بحث ابھی ختم نہیں ہوئی کہ پھر ایسے دلخراش اور افسوس ناک واقعات رونما ہوئے ہیں کہ پھر سے ان مسائل پر کچھ کہنا پڑتا ہے۔ جناب چیئرمین! یقیناً امن و امان کے حوالے سے پورے ملک کے حالات درست نہیں ہیں۔ خیبر پختونخوا میں آئے روز بم دھماکے Security Forces پر حملے، جوابی حملے ہوتے ہیں اور بلوچستان میں بھی اغوا برائے تاوان،

اغوا برائے گرفتاری، مسخ شدہ لاشیں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ کراچی جو ایک زمانے میں امن کا شہر ہوا کرتا تھا آج کراچی میں بھی ایسی ہی آگ لگی ہوئی ہے جو تھمنے اور ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ ان حالات پر گزشتہ اجلاسوں میں بھی بحث ہوتی رہی ہے۔ تجاویز سامنے آئیں لیکن اب تک کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی اور راہ چلتے بے گناہ لوگ، خالصتاً کاروباری لوگ گولیوں کا نشانہ بنتے جا رہے ہیں۔ اغوا برائے تاوان ہمارے ملک کا ایک انتہائی منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ میں الزام لگاتا ہوں کہ اس کاروبار میں انتہائی بااثر شخصیات، Ministers, MPAs اور بڑے بڑے لوگ شامل ہیں لیکن کبھی ایسے لوگ قانون کی گرفت میں نہیں آئے۔ قانون کی گرفت میں ایسے لوگ کیسے آسکتے ہیں جب خود قانون ان کے ہاتھ میں ہو، جب وہ خود منسٹر ہوں، جب خود ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ قانون پر عمل درآمد کرائیں؟ اگر وہ خود اس قسم کے دھندوں میں ملوث ہوں تو پھر قانون کی گرفت میں یہ لوگ کیسے آسکتے ہیں؟

جناب چیئرمین! ہم نے یہاں جناب قائداعظم محمد علی جناح صاحب کو کئی بار مخاطب کر کے یہ کہا ہے کہ جناح صاحب! آپ نے جس پاکستان کا خواب دیکھا تھا، جو تصور تحریک پاکستان کے دوران اس قوم کو دیا تھا، آج ہمارے حکمرانوں نے اس سوچ، اس تصور، اس خواب کا کیا حال کر دیا ہے۔ اسے شرمندہ تعبیر کرنے کی بجائے اس کی انتہائی شرمناک حالت کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! آج یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ جناب محمد علی جناح صاحب نے ایسے پاکستان کا تصور پیش کیا تھا جو خالصتاً ایک secular state تھی، اگر تھوڑی دیر کے لیے اس بات کو تسلیم کیا بھی جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ ان کا خواب، تصور اور نعرہ تھا۔ جب سے ہم نے آنکھ کھولی ہے اس وقت سے یہی ایک نعرہ ہمارے کانوں میں گونجتا رہا ہے 'پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ'۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے تو پھر جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر احمد عثمانی اور ان کے ساتھ جو ہزاروں علمائے کرام تھے اور وہ میرے مسلک، میرے مکتب فکر سے تھے۔ اگر قائداعظم محمد علی جناح نے secular state نعرہ لگایا تھا تو یہ علما کیونکر ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ کیا یہ بھی سیکولر تھے؟ کیا یہ بھی اس فلسفے کو قبول کر چکے تھے؟ یہاں تک کہ جب پاکستان بنا تو یہاں مغربی پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی کو کہا گیا کہ پاکستان کا پرچم تم لہراؤ، جبکہ مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانی سے کہا گیا کہ

پاکستان کا پرچم تم لہراؤ۔ اگر یہ بات درست نہیں ہے تو پھر یہ علمائے کرام کیسے اس ہراول دستے کا ساتھ دے رہے تھے اور ہر مشکل میں اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ نہیں تھا تو پھر کیسے لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان سے وہ لوگ آگ و خون کا دریا پار کر کے یہاں پہنچے جن کی بیٹیوں کی ان کی آنکھوں کے سامنے عصمت دری ہو رہی تھی۔ جن کے جوان بیٹوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا جا رہا تھا۔ جنہوں نے اپنے گھر، زمینیں اور مکانات چھوڑے۔ جنہوں نے اپنے قبرستان، اپنی درگاہیں چھوڑیں۔ جنہوں نے جامع مسجد دہلی جیسی مسجد کو چھوڑا۔ کیا پاکستان نے secular state بننا تھا تو پھر مسلمانوں نے اس secular state کے لیے ہجرت کی تھی؟ میں اسے نہیں مانتا، میری نظر میں قائد اعظم اور ان کے ساتھیوں نے جس پاکستان کا تصور دیا تھا، وہ ایک اسلامی، فلاحی ریاست کا تصور تھا۔ جس کا نعرہ 'پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ' تھا۔ آج اس تصور، فلسفے، سوچ، عقیدے، نظریے کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ کبھی ہم جناح صاحب کی اس تصویر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ جناح صاحب! کیا آپ کے خواب کی تعبیر یہی پاکستان تھا یا آپ کا خواب یہ تھا کہ پاکستان کی فلاحی سٹیٹ بنے گی؟ جہاں ہر ایک کو انصاف ملے گا۔ جہاں ہر ایک کو روزگار ملے گا۔ جہاں ہر ایک کی معیشت بہتر ہو گی۔ جہاں ہر ایک کو امن ملے گا۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک کی یہ صورت حال ہے۔ اس میں بظاہر لگتا ہے کہ ہم بے بس نظر آ رہے ہیں۔ ملالہ پر حملے پر روئے، ہم بھی روئے۔ پوری قوم نے اس پر اظہار افسوس کیا۔ اس کی مذمت کی لیکن تین چار روز پہلے خضدار میں ویگن پر حملہ کر کے اسے آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے میں پانچ بچیاں اس ویگن میں زندہ جل کر راکھ ہو گئیں۔ ان پر میں رو رہا ہوں، میرے ساتھ کوئی رونے والا نہیں ہے۔ میں اپنی فریاد کس سے کروں؟ میں کس سے اپنی ان بے گناہ، بے جرم معصوم بچیوں کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کروں؟ کس سے تلافی کی بات کروں؟ اب تک چوبیس سے زیادہ افراد اس میں شہید ہوئے۔ ان میں سات خواتین بھی شامل ہیں۔ کیا وہ بچیاں نہیں تھیں جو جل کر راکھ ہو گئیں؟ صرف مذمت کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ یہ روزمرہ کے واقعات ہیں۔ ہم ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ اس قسم کے اقدامات کی روک تھام کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے وزیر داخلہ کو سوائے الزام تراشی کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کرنا کیا ہے۔ آج تک ایسے مجرم نہیں پکڑے گئے، نہ ہی ان کو قانون کے دائرے میں لایا جا سکا ہے۔ جناب چیئرمین! اس وقت امن و امان کی صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ چاہے وہ بلوچستان، کراچی یا خیبر پختونخوا ہو، اس

پر سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ آج ہمارے دو بڑے اداروں کے سربراہ بیانات دیتے ہیں۔ ایک شخصیت یہ کہتی ہے کہ ہمارے خلاف بیان بازی مت کرو، ادارہ بدنام ہو جائے گا اور جوانوں کا moral متاثر ہوگا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں اس آئین کا رکھوالا ہوں۔ مجھے اس آئین کا تحفظ کرنا ہے اور بجا فرمایا۔ پارلیمنٹ سپریم مقننہ ہے اور پارلیمنٹ سے بننے والے قوانین پر عملدرآمد اور انصاف فراہم کرنا واقعی عدالت عظمیٰ کا کام ہے۔ یہ سب کچھ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن کیا اس ادارے جب قومی مفاد سے ہٹ کر کوئی فیصلے کریں تو کیا اس بارے میں کوئی بات نہیں ہونی چاہیے؟ اب یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ ہمارے ان قومی اداروں نے ماضی میں کیا کھیل کھیلا ہے۔ کسی کو اقتدار میں لانا، کسی کو اقتدار سے محروم کرنا، کسی کے لیے جعل سازی کرنا، کسی کو funding کرنا، کیا ان آئینی اداروں کا کام یہی ہے یا کوئی اور ہے؟ اداروں کو بھی آئین کے دائرے میں رہ کر اپنے کام سرانجام دینے ہوں گے، تب یہ ملک مستحکم ہو سکتا ہے، تب ادارے مستحکم ہو سکتے ہیں۔ میں اس ادارے کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں اس ادارے کے تقدس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اگر ادارہ اپنے دائرے میں رہ کر اپنا قومی فریضہ سرانجام دے تو میں کیا، کوئی بھی پاکستانی ان کے بارے میں لب کشائی کی جرات نہیں کر سکتا لیکن اگر ادارے اس طرح کی حرکتیں کریں، اس کا کام کریں تو پھر سارے پاکستانی بہرحال کسی نہ کسی حوالے سے ایسے واقعات پر، اس قسم کے کردار پر تبصرہ کریں گے اور یقیناً اس قسم کے تبصروں سے ان اداروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ان اداروں کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس قسم کی حرکات سے بچا کر رکھیں۔ اس ادارے کے تقدس کا خیال کریں۔ اگر خیال نہیں کرتے اور پھر ہم سیاسی لوگوں کی پگڑیاں اچھالنا اداروں اور سب کے لیے بڑا آسان ہو گیا ہے۔ یہاں corruption کی بات بھی ہوتی ہے، بدکرداری کی نسبت بھی سیاستدانوں سے جوڑی جاتی ہے اور کبھی معمولی سی غلطی ہو جائے تو اس کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ کچھ کہیں تو کوئی بھی ان کی بازپرس نہ کرے بلکہ یہاں تک کہ آپ نے آئندہ منہ نہیں کھولنا۔ جناب چیئرمین! میں کسی کا شعر نقل کر رہا ہوں۔

جو میں کہوں تو سمجھا جاؤں دار کے قابل
جو تو کہے تیری بزم کا دستور ہو جائے

جناب چیئرمین! اس طرح کی ہی بات ہے کہ جب ہم سیاسی کارکن کسی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں تو گرفت میں آجاتے ہیں اور فوراً trial اور گرفتاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ مگر جو اپنے آپ کو طاقتور سمجھتے ہیں، وہ جو کچھ بھی کریں ان سے بازپرس ہی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر لب کشائی بھی ہوئی تو یہ

کہا جائے گا کہ ادارے کو بدنام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ادارہ اگر سمجھتا ہے کہ اس کو بدنام نہیں ہونا چاہیے تو جیسا کہ کہتے ہیں کہ گزشتہ را صلواۃ، آئندہ را احتیاط، ماضی میں جو کچھ ہو گیا، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تا کہ وہ ادارہ اس ادارے کے ذمہ داران عزت ووقار کے ساتھ آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اپنا فریضہ انجام دیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں اس بات کو دہراتا ہوں کہ خدا کے لیے! بلوچستان کو نہ package نہ پیسے چاہییں، نہ ہی صدارت ووزارت عظمیٰ چاہیے، بلوچستان کو امن چاہیے۔ بلوچستان کے غریب اور بے قصور عوام جو target killing کا نشانہ بن رہے ہیں، اغوا برائے تاوان ہو رہے ہیں، وہاں مسخ شدہ لاشوں اور لاپتا افراد کا سلسلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ بلوچستان کا مسئلہ کیسے حل ہو، جناب چیئرمین! میں نے یہاں گزارش کی تھی کہ آپ خیر سگالی کے لیے قدم تو بڑھائیں، مسخ شدہ لاشوں کا سلسلہ بند کریں، اغوا برائے تاوان کا سلسلہ ختم کریں۔ جتنے ذمہ دار لوگ شریک ہیں، سب کو پتا ہے۔ لاپتا افراد تو بازیاب کرائیں اور جو عقوبت خانے ہیں، ان کو بند کریں۔ جس کردار نے حالات خراب کیے ہیں، وہ کردار اور طاقت جب تک اپنے اس کردار سے دستبردار نہ ہو، ہم یہاں پر ہزار مرتبہ چیختے چلاتے رہیں، بلوچستان کا مسئلہ حل ہو گا نہ ہی کراچی کا مسئلہ حل ہو گا۔ کراچی بہر حال حکومت اور اس میں شامل جماعتوں کی ذمہ داری ہے۔ وہ مل بیٹھ کر جب طے کرتے ہیں تو کراچی میں عام طور پر خیر خیریت رہتی ہے۔ صوبائی حکومتیں چاہے بلوچستان، سندھ یا خیبر پختونخوا کی ہوں، ان کی ذمہ داری ہے کہ ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور بلوچستان کے زخموں پر اگر مرہم نہ رکھا گیا تو اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہیں مشرقی پاکستان جیسا واقعہ رونما نہ ہو جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب، بہت مہربانی۔ عثمان صاحب، law and order پر debate ہو رہی ہے، آپ نے اس کے متعلق بات کرنی ہے؟

سینیٹر عثمان سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! اسی کے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر عثمان سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ The motion is to discuss law and order in Balochistan, Karachi and Gilgit Baltistan. میرا تعلق نہ بلوچستان سے ہے اور نہ ہی

کراچی یا گلگت سے ہے۔ اس لیے میں شاید زمینی حقائق سے زیادہ واقف نہیں ہوں گا جتنا ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران واقف ہیں۔ میں law and order کے سلسلے میں ایک aspect highlight کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ for law and order it is essential that state institutions, the Judiciary, the Legislature and the Executive must remain within their constitutional limits. جناب! میں اپنا point with the recent case in the Supreme Court on the CNG issue, illustrate کرنا چاہوں گا، جناب! میں وکیل نہیں ہوں، میرے پاس Supreme Court کا order ہے لیکن میں اس کے merits پر بات نہیں کروں گا چونکہ یہ موقع CNG پر discuss کرنے کا نہیں ہے، میں دو چیزیں کہنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ میرا ذاتی خیال ہے کہ natural gas ایک قیمتی وسیلے کو transport میں استعمال کرنا، اس کو ضائع کرنے کے برابر ہے اور دوسرا یہ کہ there is an urgent need for the Ministry of Petroleum and Natural Resources to carry out an analysis of the economic cost of giving gas to different sectors. Sir, this will require analysis, compromise, sacrifice and my humble submission is that Parliament must take lead in this process. Sir, with all due respect, the Supreme Court is not the place to solve this issue. Encroachment by one organ of the state into the domain of others will serve the purpose of no one. Sir, unfortunately after this decision ایک controversy یہ بھی ہے کہ what exactly was said by the honourable court, Media reports points to something else. Of course order تو ہمارے سامنے ہے whereas things were said in the Supreme Court are not in the order. جناب! میں ایک اہم تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ to avoid arising of any such future controversies, I request the government to put in place a system of audio recording of oral arguments before the higher Judiciary. جناب! یہ امریکہ اور پوری دنیا میں کئی سال سے ہو رہا ہے کہ جو oral arguments پیش ہوتے ہیں، اس کی transcript بنائی جاتی ہے۔

It is recorded, it is open to the public and this will preserve the institutional wisdom that is present in the court and it will allow the future generations to benefit from it. Sir, Supreme Court must interpret the law, it has the right to examine executive action. It can decide if a law is arbitrary, it can decide if a law is within the Constitution but when it is doing so, it must keep in mind and now I am quoting the Supreme Court's Justice Stephen Breyer, sir, I request for your attention,

> "Supreme Court must in its actions must realize its actions have real world consequences. It must recognize and respect the roles of other governmental institutions. It must take into account its own expertise and experience as well as those of other institutions".

Sir, failure to do this, failure to take into account the expertise and experience of other governmental institutions will jeopardize the independence of the Judiciary that the Judiciary itself is trying to achieve. Sir, in America, Supreme Court has earned the respect of the public in over 250 years. Respect of the public can only be earned, sir, it can not be commanded nor it can be ordered. For all our institutions whether the Parliament or the Judiciary must also earn that respect they can not command this and sir, part of the process of earning this respect, I would submit is criticism. Sir, criticism on Judiciary is a healthy thing in democracy because it is the only mechanism by which the Judiciary can get a sense of the public mood. Sir, like us judges can also be wrong and they must know it.

جناب! چونکہ پاکستان میں جمہوریت کی تاریخ طویل نہیں ہے لیکن ہم اپنے سے پرانی
جمہوریتوں سے سیکھ سکتے ہیں۔

Let me bring to your notice two further

quotations اور اس مرتبہ Chief Justice of Supreme Court of United States
کی statements ہیں، ان کے سامنے ایک health care case آیا تھا، اس کے فیصلے میں Chief
Justice of US Supreme Court Justice Roberts کہتے ہیں

> "We do not consider whether the act embodies sound policies. That judgment is entrusted to the nation's elected leaders. Members of this court are vested with the authority to interpret the Law. We possess neither the expertise nor the prerogative to make policy judgment. Those decisions are entrusted to our nation's elected leaders who can be thrown out of office if the people disagree with them. It is not our job to protect the people from the consequences of their political choices".

Sir, this last sentence is important. It is not our job to protect the people from the consequences of their political choices.
جناب! دیگر بھی بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے لیکن law and order اسی وقت ٹھیک ہو سکتا
ہے this is only necessary not sufficient but it is necessary that there should be no encroachment by one organ of the state into the domain of the others. We must defer to the Supreme Court as far as matters of interpretation of the Constitution are concerned but Supreme Court must defer to other institutions as far as governmental policy decisions are concerned. جناب! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں
گا کہ whoever wants to be a public representative or represents the public or speaks in the name of the public جناب! وہ لوگ جو قانون سازی کا
اختیار لینا چاہتے ہیں، جو executive action کا اختیار لینا چاہتے ہیں پھر ان کو عوام کو جوابدہ بھی ہونا
پڑے گا۔ Sir, we all are accountable to the public. With due respect

Judiciary is not and unless and until we all recognize this, law and order situation کبھی ٹھیک نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر عثمان سیف اللہ صاحب! آپ کا شکریہ۔ میر حاصل خان بزنجو صاحب! آپ law and order پر بات کریں گے؟

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جی ہاں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ۔ جناب! میرا خیال ہے کہ ہمارا یہ تیسرا اجلاس ہے کہ ہم law and order کو discuss کر رہے ہیں، یہ discussion کی حد تک اچھی بات ہے کیونکہ یہ Upper House ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت پاکستان کا مسئلہ law and order ہے۔ ہم discussion کریں گے، آخر میں وزیر صاحب آئیں گے، تقریر کریں گے اور اس کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا اب اس معاملے کا کوئی end بھی ہو گا یا نہیں ہو گا جو اس وقت سب سے بڑا سوال ہے۔ روز بروز یہ بیماری پھیلتی جا رہی ہے اور یہ کراچی سے بلوچستان، FATA اور خیبر پختونخوا تک پھیل چکی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت کوئی ایسی جگہ نہیں ہے، ہم جسے کہہ سکیں کہ وہ یہاں پر بسنے والے انسانوں کے لیے محفوظ ہے۔ یہاں پر آپ کے governor مارے گئے ہیں، آپ کے officials مارے گئے ہیں، آپ کے مذہبی leaders مارے گئے ہیں، یہاں تک کہ محترمہ جیسی leader بھی اسی دہشت گردی کا شکار ہوئی ہیں۔

جناب! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اس دہشت گردی کو روک سکتے ہیں یا نہیں روک سکتے، ہم نے اس کے لیے وہ اقدامات کیے ہیں، جن اقدامات سے اس کو روک سکیں۔ یہ مسئلہ ہمارے دوست مشہدی صاحب نے move کیا ہے کہ یہاں پر خاص کر کراچی، گلگت بلتستان اور بلوچستان کے مسائل کو discuss کیا جائے۔ کیا ہماری اس discussion سے کراچی کی figures میں کوئی فرق پڑ رہا ہے، کیا وہ figures 10, 12 سے 3 ,2 پر آ گئے ہیں۔ آپ صبح television دیکھیں تو آپ کو گیارہ بجے تک آٹھ آدمیوں کی مرنے کی خبر مل جاتی ہے۔ یہاں تک ہے کہ Chief Justice صاحب وہاں پر خود جاتے ہیں، وہ وہاں پر کارروائی کرتے ہیں، پوری حکومت کو بلاتے ہیں، Rangers کے سارے officers کو بلاتے ہیں، مگر کیا نتیجہ نکلا۔ کیا ہم کراچی کو امن دے سکے ہیں یا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم کراچی کو امن دے سکتے ہیں۔ ابھی افراسیاب خٹک صاحب meeting کر کے آئے ہیں۔ کیا ہماری حکومت اس ساری بدامنی کی ذمہ دار نہیں ہے؟ ہماری جو information ہے کہ صرف ایک سال

میں3000 لوگ parole پر چھوڑے گئے ہیں، Chief Justice صاحب کے سامنے خود Police یہ statement دیتی ہے کہ ان میں سے ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے confess کیا تھا کہ ہم نے قتل کیے ہیں، ڈکیتیاں کی ہیں، target killings کی ہیں، ہم نے ان کو parole پر رہا کر دیا ہے۔ ایک ایسا آدمی جو کہتا ہے کہ میں قتل میں ملوث ہوں، میں نے قتل کیے ہیں، میں target killer ہوں، اس کو parole پر رہا کیا جاتا ہے۔ Parole کا بھی کوئی طریقہ ہو تا ہے، parole پر رہا کیے گئے شخص کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس تھانے میں report کرے گا جس تھانے سے اس کا تعلق ہو۔ IG طمطراق سے کہتا ہے کہ ان میں سے ابھی تک کوئی واپس نہیں آیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم خود، ریاست اور حکومت involve نہیں ہے تو یہ لوگ کیسے رہا ہو گئے ہیں؟ Major مسئلہ یہ ہے کہ ہماری ریاست اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ وہ دہشت گردوں کو promote نہیں کرے گی، سوال یہ نہیں ہے کہ دہشت گردی کس طرح ختم ہو گی، اس کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں، پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ ریاست اور حکومت یہ فیصلہ کرے گی کہ ہم دہشت گردوں کو promote نہیں کریں گے۔ ہمیں اس وقت جو دہشت گردی نظر آ رہی ہے، مجھے اس کی ذمہ دار ریاست نظر آتی ہے۔ آپ لوگوں کو جیلوں سے چھڑا رہے ہیں، آپ target killers کو چھوڑ رہے ہیں اور ان کو اس کام پر لگا رہے ہیں کہ آپ جائیں اور قتل و غارت گری کریں۔ پتا نہیں ہے کہ آپ کی نظر سے گزرا ہے یا نہیں کہ جو سابقہ امریکی سفیر پیٹرسن نے figures دیئے ہیں اگر کوئی اس کو پڑھے تو مجھے بالکل یہ نہیں لگتا کہ کبھی کراچی میں امن ممکن ہے۔ اس نے باقاعدہ لکھا ہے اور جو on record Vicky leak میں چھپا ہے۔ I am sorry MQM کے دوست بیٹھے ہیں، وہ ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس وقت ایک مسلح دستہ جو MQM کے پاس ہے، ان کی تعداد 15 ہزار ہے۔ اسی طرح وہاں پر جو بلوچ اور سندھیوں کے groups ہیں، ان کی اس وقت مسلح دستوں کی تعداد ساڑھے تین ہزار ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میر صاحب، اس وقت یہاں MQM کا کوئی نہیں ہے، دل کھول کر بات کریں۔

(قہقہے)

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: انہوں نے لکھا کہ پشتون مسلح گروپ، ڈرگ mafia اور طالبان کی مسلح طاقت 15 ہزار ہے، اگر آپ اسے calculate کریں تو اس شہر میں تقریباً 30,35 ہزار

لوگ مسلح گھوم رہے ہیں اور اگر آپ ان کے تانے بانے دیکھیں تو یہ ہر criminalکے پاس ہماری ریاست کا کوئی نہ کوئی connection نکلے گا۔ ہمارے ملک میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے کہ جس کا تعلق ہمارے ریاستی چھوٹے موٹے اداروں میں نہ ہو، چاہے پولیس ہو، Ranger ہو یا دوسری organizationsہوں، ہر کسی کا کوئی نہ کوئی تعلق ان اداروں سے بنتا ہے۔آپ دوستوں کو یاد ہو گا کہ جب کراچی میں پہلی دفعہ راکٹ لانچر استعمال ہوا تھا تو ہم نے یہاں کھڑے ہو کر شور مچایا تھا۔ رحمن ملک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا تھا کہ بھئی یہ کراچی ہے، فاٹا نہیں ہے، بلوچستان کے پہاڑ نہیں ہیں، کراچی شہر میں راکٹ استعمال ہو رہے ہیں مگر اس وقت بھی اس کا کسی نے noticeنہیں لیا۔ اب ہمارے لیے سب سے بڑی مشکل یہ آ گئی ہے کہ ہمارے جتنے criminalsہیں وہ خود ہمارے کسی نہ کسی ادارے کے payroll پر ہیں، اس وقت ایسا کوئی criminal گروہoperateنہیں کر رہا ہے کہ جس کا کوئی نہ کوئی connection نہ ہو، اس کو کل استعمال کریں گے، اس کو پرسوں استعمال کریں گے، اس کو اس کے خلاف استعمال کریں گے۔ خدارا! پہلے اس رویہ کو تو بدلیں، اگر آپ یہ رویہ بدلیں گے تو پھر آپ لائن پر آئیں گے کہ ان کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ یہ planning کی جانی چاہیے کہ ان target killers سے، ان بدمعاشوں اور غنڈوں سے کس طرح جان چھڑائی جائے۔ جب تک آپ یہ فیصلہ ہی نہیں کریں گے کہ ہم اپنا ہاتھ ان پر سے اٹھائیں تو آپ ان کو کیسے ماریں گے۔

میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ میں نے پاکستان میں لیاری کے شہیدوں کا کہیں پوسٹر نہیں دیکھا۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ لیاری کے شہیدوں کے سب سے زیادہ panaflex posters لیاری میں لگے ہوئے ہیں، کیوں؟ کسی نے یہ سوال پوچھا اور کن لوگوں نے لگائے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ خدارا! پہلے اس معاملے کو ختم کرو، یہ فیصلہ کرو کہ یہ پاکستان کے enemies ہیں، یہ اس کو بچانے والے نہیں ہیں، کسی ریاست کو مجرم نہیں بچا سکتے۔ جب ہم اور آپ مجرم بنانا شروع کر دیتے ہیں تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ ہمارا طریقہ کار انتہائی فرسودہ ہے، چاہے وہ ہماری فوج ہو، پولیس ہو، ہماری جو بھی قانون نافذ کرنے والی agenciesہیں، آج تک ان کا طریقہ کار ہی نہیں بدلہ۔ ان قوتوں سے جو اس ملک اور معاشرے کے دشمن ہیں ان کے سامنے ایک اور criminal group developکیا جاتا ہے کہ جی آپ اس کا مقابلہ کریں۔ باقیوں کو چھوڑیں افغانستان کو لیں۔ ہم مجاہدین کو کندھوں پر بٹھاتے رہے، پھر انہی مجاہدین کو ہم نے طالبان سے پٹوا دیا، ہم نے طالبان کی مدد کی کہ جا کر ان مجاہدین کو مارو۔ آج کل

کیا کیا جارہا ہے، ہم قبائلی لشکر جمع کر رہے ہیں کہ جا کر طالبان کو مارو۔ سوال یہ ہے کہ جب تک آپ اپنا یہ رویہ نہیں بدلتے، اس سسٹم کو نہیں بدلتے تو آپ آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔

میرا تعلق بلوچستان سے ہے اور میں یقیناً اس کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلوچستان میں یہی problem ہے کہ آپ نے وہاں بھی سول سوسائٹی کو سوسائٹی کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ آپ نے ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے لڑانے کا فیصلہ کیا ہے، میں آپ کو مسلح کرتا ہوں اور آپ جا کر اس کو ماریں۔ آپ نے پورے بلوچستان میں ایک بہت بڑا گروہ create کر دیا ہے کہ جا کر ان لوگوں کو ماریں کہ جو اس ملک کو توڑنے کی بات کرتے ہیں، جو پاکستان کا جھنڈا نہیں لگانے دیتے۔ بھئی یہ ذمہ داری آپ کی ہے، you do it. آپ جو دوسرا گروہ کھڑا کر رہے ہیں وہ تمہارا کام نہیں کرے گا، وہ ساری سول سوسائٹی کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

حیدری صاحب اغوا برائے تاوان کی بات کر رہے تھے، وہ ہمارے حکومتی اداروں میں بیٹھے ہوئے بڑے بڑے لوگوں کا نام لے رہے تھے۔ اس قسم کے گروہ اس وقت تک یہ کام کر ہی نہیں سکتے جب تک ان پر ریاست کا ہاتھ نہ ہو، جب ریاست اپنا ہاتھ، اپنی طاقت ایسے لوگوں کے حوالے کرتی ہے کہ وہ جا کر میرے لیے مقابلے کرے تو جناب وہ مقابلہ نہیں کرتا۔ دنیا میں فوج لڑتی ہے تو اس کی ذمہ داری ہوتی ہے اور جب دوسرا آدمی بندوق اٹھاتا ہے تو وہ criminal بن جاتا ہے کیونکہ یہ آپ کے discipline میں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں بے دریغ لوگ مارے جا رہے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ آزادی کے نام پر مارے جارہے ہیں، کوئی پاکستان بچانے کے نام پر مارے جارہے ہیں۔ شک ہے کہ اس کا تعلق BLA فلاں فلاں سے ہے تو جا کر اس کو مارو، کہا جاتا ہے کہ اس کا جو رشتہ دار ہے وہ مخبر ہے اور ہمارے خلاف کام کر رہا ہے، اس کو جا کر مارو۔ سینکڑوں کی تعداد میں بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے تم پاکستان کے دشمن ہو اس لیے تمہیں مار رہا ہوں، کوئی کہتا ہے تم پاکستان کے حمایتی ہو اس لیے تمہیں مار دیتا ہوں۔ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ FC کی بات نہ کریں، اگر کرتے ہیں تو رحمان ملک صاحب بہت ناراض ہوتے ہیں۔ آپ اعداد و شمار دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے۔ اس وقت بلوچستان میں گیارہ سو سیکولرز مارے گئے ہیں، مخبرین کے نام پر BLA, BRA نے جو مارے ہیں وہ ساڑھے تین سو بلوچ ہیں۔ اسی طرح جو ایجنسیاں کہتی ہیں ہم نے مارے ہیں وہ ساڑھے پانچ سو ہیں۔ آپ اس تعداد کو جمع کریں کہ یہ کتنے لوگ ہو گئے ہیں اور مجھے کوئی بتائے کہ FC کے کتنے لوگ مارے گئے ہیں؟ ان کی اپنی statement ہے کہ تین سو مارے گئے ہیں اور سویلین لوگ تقریباً دو ہزار سے زیادہ مارے گئے

ہیں۔خدا را! کچھ تو خیال کریں۔ FC والوں سے بات کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ ہوتے تو سارا بلوچستان تباہ ہو جاتا۔ ہم شروع میں یہ بات مانتے رہے، مگر اب نہیں۔ پوری FC, Levies بیٹھی ہوئی ہے، ہماری تمام agencies وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں لیکن سریاب روڈ کو قابو میں نہیں کر سکتے۔ اس دن بھی میں نے یہی بات کی تھی کہ یہ سڑک چار کلومیٹر ہے تو وزیر صاحب نے کہا تھا کہ حاصل بزنجو غلط کہتا ہے یہ بارہ کلومیٹر ہے۔ واقعتاً وہ چار کلومیٹر کا ٹکڑا ہے جو ہماری حکومت اور ریاستی machinery سے قابو نہیں ہو رہا، کیوں؟ بلوچستان میں جو بھی قتل کرتا ہے، جو بھی واقعہ ہوتا ہے، آپ اخبار اٹھا کر دیکھیں ہر کسی کا قتل کسی گروہ نے قبول کیا ہوا ہے۔اگر حکومتی گروپ کے لوگ مارتے ہیں، مذہبی گروپ مارتے ہیں، وہ قبول کرتے ہیں اور BLA, BRA والے مارتے ہیں تو وہ بھی قبول کرتے ہیں۔ جس دن میں نے کسی کو مارا اور اخبار میں بیان دے دیا کہ یہ میں نے مار دیا ہے تو اس دن وہ کھاتہ بند ہو جاتا ہے۔میں نے اس دن عرض کی تھی کہ خضدار پر آپ کمیٹی بنائیں، مجھے تو وزیر صاحب نے کہا تھا کہ میں خضدار چلنے کو تیار ہوں، میں نے وہاں کے چنے کھائے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہوں نے کمیٹی بنائی ہے، اس میں مولانا صاحب بھی ہیں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جب تک وزیر صاحب نہیں آئیں گے، اس کمیٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔سوال یہ ہے کہ آپ جا کر وہاں کی حالت تو دیکھیں۔مند میں گزرنے والے پنجابی مزدور، وہ غریب کراچی سے مند کے راستے ایران جاتے ہیں اور واپسی پر گزرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ بجائے اس چیز کو کنٹرول کریں، اس مسئلے کو حل کرنے کی بجائے آپ صرف آکر یہ کہتے ہیں کہ وہ BLA والے تھے، بھائی جو بھی تھے anybody وہ BLA والے ہیں BRA والا ہے، دوسری تنظیمیں ہیں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کو پکڑیں۔آپ الزام لگا دیتے ہیں کہ یہ BLA نے کیا تو اس کا مطلب ہے ٹھیک ہی کیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت کوئٹہ میں ایک لطیفہ بنا ہوا ہے کہ جہاں بھی آپ کو ہزارہ نظر آئے ہمیں SMS کرو۔ کوئٹہ شہر میں لوگوں کے mobile phones پر یہ SMS چلا ہے کہ آپ کو جہاں بھی ہزارہ نظر آئے، ہمیں SMS کریں ہم پہنچ جائیں گے۔ کتنے لوگوں کو معلوم ہے کہ پچھلے چار، پانچ مہینوں سے Hazara speaking students University نہیں گئے ہیں۔ بلوچستان میں ایک ہی University ہے وہاں پر آپ کو کوئی Hazara student نظر نہیں آئے گا۔ دکانوں میں آپ

کو ہزارہ قوم کے لوگ نظر نہیں آئیں گے وہ اپنے اس ایک ٹکڑے میں کوئی پانچ، چھ مہینے سے قید ہیں کہ وہ نکلتے ہی مارے جاتے ہیں۔ہماری حکومت یا وزیر صاحب نے اس پر کتنا action لیا ہے۔ بلوچستان حکومت، ماشااللہ حکومت ایسی ہی ہونی چاہیے۔ سپریم کورٹ مجبور ہے اور کہتی ہے کہ یہ حکومت breakdown ہو چکی ہے۔ This is a constitutional breakdown. یہاں کوئی حکومت نہیں ہے؟ نواب صاحب سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کی حکومت کب جا رہی ہے تو وہ کہتے ہیں فی الحال تو عدالت جا رہی ہے، بعد میں دیکھتے ہیں کہاں جانا ہے۔ایک طرف آپ خود کہتے ہیں کہ وہاں پر موساد، را، سی آئی اے، فلاں فلاں ہے اور اس کے ساتھ آپ نے یہ تماشا بھی لگایا ہوا ہے۔اگر واقعی وہاں، جیسے ہمارے وزیر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ وہاں را، موساد اور IM-6 بھی موجود ہے، اگر آپ کے ملک کے اندر اتنی بڑی سازش ہو رہی ہے تو پھر کیا یہ حکومت اس کو بچائے گی؟ جس سے پوچھیں حکومت کب جا رہی ہے کہتا ہے عدالت جا رہی ہے۔آج ایک چھوٹا سا بیان چھپا ہے، میرے خیال میں فریال کے نام سے چھپا ہے کہ آپ کے ضلعی صدر نے آپ کے وزیراعلیٰ کو معطل کر دیا ہے The Chief Minister of Balochistan is suspended by his political party, PPP سے اور جو صوبائی صدر ہے وہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور اوپر سے کوئی بھی statement نہیں آتی۔ کیا ایسے بگڑتے ہوئے حالات میں جہاں بلوچستان میں آپ کہتے ہیں کہ دنیا جہان کی ایجنسیاں ملوث ہیں، امریکہ ملوث ہے، چین ملوث ہے، سب پر الزام لگاتے رہتے ہیں تو ذرا اپنی کارکردگی بھی تو دیکھیں کہ کیا آپ اس قابل ہیں کہ وہاں حکومت کر سکیں؟

جناب چیئرمین! practical position یہ ہے، میں اور آپ سیاسی کارکن رہے ہیں، آپ نے کبھی اپنے ساتھ guards رکھے ہیں؟ مگر کیا آج آپ guards کے بغیر اپنے گاؤں پنجگور یا میں اپنے گاؤں نال جا سکتے ہیں؟ یہ سب کچھ جب فاٹا میں ہو رہا تھا ANP والے غریب چیختے تھے، شاید ہمیں اندازہ نہیں تھا، ہماری سمجھ میں بات نہیں آ رہی تھی مگر اب ہماری سمجھ میں بات آ گئی ہے۔مولانا غفور حیدری صاحب بھی اکیلے نہیں سفر کر سکتے۔ہم اور آپ کبھی بندوق کی طرف گئے ہی نہیں ہیں، آپ اب guards کے بغیر نہیں چل سکتے۔اب سوال یہ ہے کہ ان مسئلوں کو کون حل کرے گا؟ یہ حکومت ہماری لائی ہوئی ہے جس پر تمام پارٹیوں، خود پیپلز پارٹی سے لے کر تمام لوگوں کا consensus ہے کہ وہاں پر کوئی حکومت نہیں ہے۔اداروں نے اپنی ذمہ داریاں سویلین پر ٹرانسفر کی ہیں کہ ہمارا کام

ابھی آپ کریں اور اس کے لیے آپ چوری بھی کریں، آپ اس کے لیے ڈکیتی بھی کریں، آپ اس کے لیے اغوا بھی کریں۔

جناب چیئرمین! اس وقت وزیرستان کے بعد highest level of اغوا برائے تاوان بلوچستان میں ہے۔ کراچی سے بھی زیادہ ہے مگر ہم اس پر توجہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ فاٹا میں ہم نے لشکروں کے پیچھے لشکر لگائے ہوئے ہیں، روز آپ کی آرمی ماری جا رہی ہے، آپ کے لوگ مارے جا رہے ہیں، وہاں کی ساری economy تباہ ہو چکی ہے۔ ہم ابھی تک اس میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ ہماری جنگ ہے کہ نہیں ہے، یہ افغان طالبان ہیں، اچھے طالبان ہیں، برے طالبان ہیں۔یہی حال کراچی کا کیا ہوا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ یہ کیسے حل ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی شاید نہ ہمارے ادارے، نہ ہماری حکومت اور نہ ہماری فوج ان معاملات کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں۔ ہم دنیا میں اس وقت سب سے directionless country ہیں۔ چیئرمین صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایران نے افغانستان کے border سے مند اور گوادر تک trenches بچھانی شروع کر دی ہیں جو تقریباً سات سے آٹھ میٹر چوڑی اور ڈیڑھ میٹر گہری ہیں تاکہ کوئی cross نہ کر سکے۔ ہندوستان کے پورے border پر ہم fence ہو چکے ہیں۔ افغانستان کے border پر تو ہماری اپنی demand ہے کہ اس کو fence کرو۔ Practically اس وقت آپ کا ملک اس region میں گرفتار ہو چکا ہے۔ آخر کیوں؟ ایران کے متعلق آپ کہتے ہو کہ ہمارا بھائی ہے اور مسلمان ملک ہے تو اس نے یہ کھڈے کس کے لیے کھودے ہوئے ہیں؟ یہ کھڈے اس نے آپ کے لیے کھودے ہیں کہ کہیں آپ cross کر کے وہاں نہ جائیں۔ منشیات آپ کے ذریعے جاتی ہیں، terrorism آپ کے ذریعے جاتا ہے، اسلحہ آپ کے ذریعے جاتا ہے۔ ہم یہاں جتنا کہیں کہ جی ہمارا اس سے تعلق نہیں ہے، ریاست کا اس سے تعلق نہیں ہے، جب وہاں کوئی آدمی پکڑا جاتا ہے تو وہ پاکستانی ہوتا ہے۔ جب ایران میں پکڑا جاتا ہے تو اسے پاکستانی کہتے ہیں، چاہے وہ drugs کے ساتھ پکڑا جاتا ہے، چاہے وہ اسلحہ کے ساتھ پکڑا جاتا ہے یا وہ وہاں جا کر کوئی target killing کرتا ہے۔

اس وقت افغانستان کے سلسلے میں دنیا نے ایک فیصلہ کیا ہوا ہے، وہ وہاں کاروبار میں مصروف ہیں۔ یہاں لوگ بڑا شور مچاتے ہیں کہ چین اور امریکہ کا جھگڑا ہے۔ اس وقت افغانستان میں copper and gold project کا سب سے بڑا ٹھیکہ چین نے لیا ہوا ہے۔ کوئی امریکہ چین کا جھگڑا نہیں ہے۔ ہم لوگ اپنے آپ کو ان جھگڑوں میں پھنسا رہے ہیں۔ یہ اس region کا سب سے بڑا project

ہے۔ دوسری طرف آپ کیا کر رہے ہیں؟ میرے خیال میں آج کے اخبار میں چھپا ہے کہ آپ نے جن companies کو بلوچستان کے ریکوڈک منصوبے سے نکالا تھا، Tethyan اور Antofagasta کو، وہ لوگ اب جنیوا چلے گئے ہیں۔ انہوں نے آپ پر 10 ارب ڈالر کا case کیا ہے۔ وزیر اعظم جب joint session میں تقریر کر رہے تھے، میں نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب! یہ بلوچستان کا project نہیں ہے، اس سے تو پورے ملک کی قسمت بدلے گی۔ اس معاملے کو آپ لوگ کیوں بچوں کی طرح handle کر رہے ہو، خدارا! اس کو روکو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی، وہ تو اپنی غلطیوں سے سیکھیں گے۔ اب سیکھ لیں، ان کو 10 ارب ڈالر دیں۔

جناب! جب اتنے serious معاملے کو اتنے non-serious طریقے سے آپ handle کر رہے ہو تو پھر اس میں قصور ان علاقوں کا نہیں ہوتا، پھر ریاست at stake ہوتی ہے۔ اس وقت practically ریاست at stake ہے جبکہ ہم چھوٹی چھوٹی چیزوں میں لگے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میرا domain ہے جبکہ دوسرا کہتا ہے میرا domain ہے۔ بھئی، آپ سب کا domain ہے، جو چاہے کرتے رہو۔ میں اس معاملے پر زیادہ نہیں بولوں گا۔ ولی خان صاحب اپنی تقریر کے دوران ایک بڑی زبردست قسم کی مثال دیتے تھے۔ اس نے کہا کہ ایک آدمی کانچ کی چوڑیاں لے کر گدھے پر جا رہا تھا۔ پولیس والے نے اسے روکا اور ڈنڈا مار کر پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ اس نے کہا دوسرا ڈنڈا مارو، اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ختم ہی ہو جائے گا۔ ہمارے سامنے مشکلات کس قسم کی ہیں، ہم کس level پر اور کس مصیبت میں پھنسنے جا رہے ہیں؟ 2014 میں امریکی اور نیٹو فورسز جا رہی ہیں، اس کے بعد افغانستان اور ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو control کیسے کیا جائے گا؟ ہم بیان پر بیان دے رہے ہیں، یہ میرا دائرہ اختیار ہے اور وہ آپ کا دائرہ اختیار ہے۔

جناب! میری گزارش یہ ہے کہ تمام لوگوں کو ایک مرتبہ بیٹھ کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا اس ریاست کو واقعی آپ لوگ چلانا چاہتے ہو یا نہیں۔ اگر چلانا چاہتے ہو تو طریقہ کار یہ نہیں جو ہم اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم آئے روز نئے گروپ پیدا کریں گے، ایک گروپ کو دوسرے سے لڑاتے رہیں گے، اسی پر خوش ہوتے رہیں گے کہ فلاں کو ہم نقصان پہنچا رہے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ سینیٹر بزنجو صاحب۔ سینیٹر شاہی سید صاحب۔

سینیٹر شاہی سید: شکریہ۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کا اور پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہ بھی request کروں گا کہ ایوان میری بات پر تھوڑی سی توجہ دے۔ ہمیں کراچی کی حیثیت کے بارے میں جاننا ہے اور معلوم یہ کرنا ہے کہ کراچی کیا ہے۔ کراچی پاکستان کا حصہ ہے اور سندھ کا دارالحکومت ہے، اس شہر کو کس طریقے سے بچایا جائے؟ دعویدار تو ہم سب ہیں، اپوزیشن بھی، حکومت والے بھی اور سب فریادی بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو کراچی کا مسئلہ ہے، یہ محض کراچی یا سندھ کا نہیں، حقیقت میں پاکستان کا مسئلہ ہے۔ جب تک ہم اس کو study نہ کریں، اس کو ہم دیکھیں نہیں کہ کب ہوا اور کیسے ہوا اور مزید کہاں جا رہا ہے تو اس کا حل پیش کرنا مشکل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ کراچی شہر میں کس پارٹی کا بندہ نہیں مرا۔ میرے حساب سے اس وقت جو لوگ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، مسلم لیگ (ن) کا طارق خان جیسا شخص وہاں شہید ہوا۔ فضل الرحمٰن صاحب کی پارٹی JUI کا پچھلے دنوں میں ایک ٹاؤن کا بندہ شہید ہوا اور ساتھ میں دوسرے کئی لوگ بھی شہید ہوئے۔ اسی طریقے سے جماعتِ اسلامی کا ٹاؤن ناظم، ڈاکٹر پرویز محمود شہید ہوا۔ پیپلز پارٹی کا قادر پٹیل خود رو یا کہ سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔ ایم کیو ایم (حقیقی) claim کرتی ہے کہ اس کے ہزار سے پندرہ سو لوگ شہید کیے گئے۔ سنی تحریک کا کہنا ہے کہ ہزار سے پندرہ سو لوگ ان کے شہید ہوئے۔ سب سے زیادہ الطاف حسین صاحب کی MQM party claim کرتی ہے کہ اس کے بندے مارے گئے۔ شیعہ مرے اور سنی مرے۔ آخر اس قتل و غارت کے مقاصد کیا ہیں؟ میں اپنی پارٹی کی زیادہ فریاد اس لیے نہیں کرتا کہ میری فریاد کا وقت تو گزر گیا۔ اب تو نمبر کسی اور کا ہے لیکن پھر بھی ایک MPA کی شہادت پر ایک دن میں سو پختونوں کو چن چن کر کراچی شہر میں مارا گیا، یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ پانچ، چھ ہزار لوگوں کو چائے کے ہوٹلوں، قالین کی دکانوں، کیبن سے بے دخل کیا گیا، اپنے علاقوں سے نکالا گیا۔ پانچ سے چھ ہزار خاندان disturb ہوئے۔

12 مئی گزرا، اس پر خاموشی اختیار کی گئی۔ 12 ربیع الاول کا واقعہ ہوا جس میں 56 علما شہید ہوئے، اس پر خاموشی۔ 9 اپریل کو وکلا جلائے گئے، اس پر خاموشی۔ طالبان کی بات ہوئی، ہم نے کہا کہ وہاں طالبانائزیشن نہیں ہے اور وہ وہاں نہیں تھی۔ بے گناہ پختونوں کو طالب کا نام لے کر مارا جاتا اور میں کہتا تھا کہ بھئی، یہ طالب نہیں ہے۔ یہ تو رکشے والا ہے، مونگ پھلی بیچنے والا ہے، تندور پر کام کرنے والا ہے۔ دو تین سیشن پہلے جب میں نے یہاں بتایا کہ اب وہاں طالبان نے ہمارے بندوں کو شہید کر کے

اور چالیس دفتر بند کر کے جھنڈے اتار لیے ہیں۔ میں نے ساتھ میں یہ indicator بھی دیا تھا کہ میری پارٹی میں، سندھ میں چالیس سے پچاس بندوں میں طاقت ہے جو کہ بھتہ اور پیسے دے سکتے ہیں، وہ یا تو مر جائیں گے، یا دے دیں گے یا پھر بھاگ جائیں گے۔ اس وقت کراچی میں جو طالبان کا نام use ہو رہا ہے، وہ طالبان نہیں ہیں بلکہ وہ اجرتی قاتل ہیں اور بھتہ خور ہیں۔ یہ وہ mafia ہے جو کل ANP, MQM, JUI یا کسی بھی اور پارٹی کے نام پر بھتہ لیتا تھا، وہ اب طالب کے نام پر لے رہا ہے کیونکہ طالب کے نام پر لاکھوں کروڑوں ملتے ہیں۔ ویسے تو عام طور پر بھتہ بیس، تیس یا چالیس ہزار روپے ہے۔ کراچی جیسے شہر میں ایسی کالونیاں، ایسی جگہیں ہیں، میں جن کے بارے میں آپ کو بتا بھی سکتا ہوں اور وہاں لے کر جا بھی سکتا ہوں جہاں ان کے باقاعدہ control offices بنے ہوئے ہیں۔ جب IG سے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ وہاں ہمارا control ہے اور کراچی میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ہم نہیں جاسکتے۔ جب Chief Justice of Pakistan *suo motu* action لیتے ہیں تو صوبے کا IG اور Rangers والے انہیں report دیتے ہیں کہ یہاں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں پولیس اور Rangers والے نہیں جا سکتے۔ میں اس ایوان میں حلفاً کہتا ہوں کہ SHO سے DIG تک خود کہتے ہیں کہ بالکل ایسی جگہیں ہیں جہاں ہم نہیں جا سکتے۔ اگر ہم اپنی عدالتوں میں بھی جھوٹ بولتے رہیں، اپنے سینیٹروں کے ساتھ بھی جھوٹ بولتے رہیں، میڈیا پر بھی جھوٹ بولتے رہیں تو حالات کیسے صحیح ہوں گے؟

جناب والا! میرے خیال میں پورے ایوان کو اور تمام پارٹیوں کو سوچنا چاہیے کیونکہ مسئلہ کراچی کا نہیں بلکہ پاکستان کا ہے اور پاکستان ہم سب کا ہے۔ اپوزیشن کو بڑھ چڑھ کر تعاون کرنا چاہیے اور حکومت وقت تو اس بات کی responsible ہے، اس پر تو کوئی دو آراء نہیں ہیں لیکن اپوزیشن بھی یہ سوچے کہ کل جب وہ حکومت میں آئے گی تو پھر آپ کراچی کے مسئلے پر کیا کریں گے؟ کیا آپ اسے چھوڑ دیں گے یا چلائیں گے؟ اس شہر کو آگے چلانے کے لیے mafia جو وہاں موجود ہے، وہ مختلف ناموں سے، مختلف ادوار میں کام کرتا رہا ہے، آیا جب آپ کی حکومت آئے گی تو پھر آپ کیا کریں گے؟ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کراچی پاکستان کا حصہ ہے تو پھر سب کو چاہیے کیونکہ وہاں ہر قوم، ہر نسل، ہر صوبے کے بچے، بیٹے، رشتے دار رہتے ہیں۔ کراچی ایک ایسی ماں ہے جو پورے پاکستان کو، ہر زبان بولنے والے کو کھانا کھلاتی ہے۔ ہمارے پہاڑوں میں وہاں سے پیسے، کپڑے وغیرہ آتے ہیں۔ ہمیں اسے ماں کی طرح بچانا ہے، اس کی حفاظت کرنی ہے۔ ہم آج ایم کیو ایم، مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی سے اپیل کرتے

ہیں کہ خدارا! اس شہر پر بہت ظلم ہو گیا، بہت خون بہہ گیا۔ بندوق کسی مسئلے کا حل نہیں ہے، جس پارٹی نے کل کسی کو بندوق دی کہ میرے لیے بدمعاشی کرو، میرے لیے ووٹ بناؤ، میرے لیے علاقوں کو control کرو، اب وہ بندوق اس پارٹی کے گلے پڑی ہوئی ہے۔ سندھ کے وڈیروں نے بدمعاش رکھے تھے تو بعد میں انہوں نے انہی وڈیروں سے پیسے لیے، کسی پارٹی نے اگر بندے رکھے ہوئے تھے، اب وہ ان کے گلے پڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں ساری پارٹیوں اور ایوان کو مودبانہ گزارش کروں گا کہ فریاد سے کچھ نہیں بنے گا، پاکستان کے اس عظیم ٹکڑے اور business hub اور پاکستان کو above 70 to 75% revenue دینے والے شہر پر سنجیدگی سے، اتفاقِ رائے سے ایک special committee بنائی جائے، وہ جا کر کراچی میں بیٹھ جائے۔ وہاں ہر پارٹی، ہر قوم، پولیس کی اور میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں ان کو ہر وہ چیز ثابت کر کے دوں جو میں آج آپ کو floor پر کہہ رہا ہوں کہ وہاں DIG کہے گا کہ میں طالبان کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتا، SHO بھی کہے گا کہ میں ان کے خلاف کارروائی نہیں کرتا۔ میں آپ کو وہ علاقہ بھی دکھا دوں گا جہاں وہ نہیں جاسکتے، میں وہ ٹیلیفون نمبر آپ کو دے دوں گا کہ اس نمبر سے فون آرہا ہے جو کراچی کا نمبر ہے اور وہ لوگ اسے استعمال کر رہے ہیں۔ وہ دو، دو کروڑ روپے بھتے مانگ رہے ہیں اور وہ انہیں باقاعدہ reference دے رہے ہیں کہ اگر دو کروڑ روپے نہیں دو گے تو تمہارا حشر بھی سردار صاحب جیسا ہو گا جو ANP کی Central Committee کے ممبر تھے جنہیں رمضان المبارک میں تین دوسرے بے گناہ لوگوں کے ساتھ شہید کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! کراچی میں چند پولیس officers تھے جو ان بدمعاشوں کے پیچھے جاتے تھے اور انہیں پکڑتے تھے، ان کی out of turn promotion ہوئی اور جج صاحبان نے اس پر action لیا، وہ officers جو یہ کام کرتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کس لیے کام کریں کیونکہ قانونی طور پر جس آدمی کی appointment date ان سے ایک دن پہلے کی ہے ان کی promotion تو ہوئی، مجھے جو گولی لگی اور میں نے جو تکلیف اٹھائی اس کا صلہ کیا ملے گا؟ ایسے police officers بھی ہیں جو سوائے رشوت لینے کے کوئی کام نہیں کرتے، مجرموں سے ملے ہوئے officers ہیں اور وہ ایماندار officers بھی ہیں جو مجرموں، قاتلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں لیکن اگر اس کی appointment date ایک دن بعد کی ہے تو اس کی promotion نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین! ہم اب حکومت کے اتحادی نہیں ہیں، کچھ دن پہلے تک اتحادی تھے۔ اس اتحاد کے دوران پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی تینوں نے ایک ضابطہ اخلاق

بنا یا اور اے این پی کے افراسیاب خٹک صاحب بھی کراچی آئے تھے۔ اس ضابطہ اخلاق کو لکھا اور اس پر دستخط بھی کیے، اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ ہم نے جھنڈے بھی اتارے اور ہم نے اداروں کو اختیارات دیے کہ آپ ان بدمعاشوں کے خلاف بلاروک ٹوک کارروائی کریں، کوئی پارٹی آپ پر سیاسی اثر ورسوخ نہیں ڈالے گی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ادارے، چاہے Rangers, Police ہو media پر آ کر کیوں نہیں بتاتے کہ اب انہیں کیا مسئلہ ہے، انہیں کیا چاہیے؟ ہم نے تو لکھ کر بھی دے دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان اداروں نے بھی صرف اور صرف کراچی کو نوچنا ہے، اس سے پیسے لینے ہیں، اسے صحیح کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔

جناب والا! اگر یہ ایوان اور آپ سب سنجیدہ ہیں تو میں اس مسئلے کا حل بھی بتا سکتا ہوں، میں میڈیا پر بھی یہ بتا سکتا ہوں۔ سب سے پہلے قانون سازی کی ضرورت ہے، war on terror کا جو قانون یہاں پڑا ہوا تھا، جس میں joint investigation کے لیے کرنل کی سطح کے، SSP level کے police officers, ISI, MI, IB, Special Branch, Rangers, ان چھ، سات اداروں کے لوگ شامل ہوں۔ ایک آدمی خود بولا کہ میں نے دو سو بارہ قتل کیے ہیں، اس کی recording ہوئی، اس کی تصویر آئی لیکن جب وہ شخص عدالت میں پیش ہوتا ہے تو وہاں وہ کہتا ہے کہ مجھے مارا گیا، میرے اوپر pressure تھا، اس لیے میں نے ایسی بات کی تھی۔ لہذا ان سات اداروں کے Grade 17 and 18 کے officers کی گواہی قانون کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ اس کے مقابلے میں اگر کسی محلے کا یا پولیس کا ٹاؤٹ، بدمعاش، بد عمل شخص گواہی دیتا ہے تو قانون اسے مان لیتا ہے کہ یہ چیز قانون میں ہے لیکن وہ آدمی جو Grade 17 and 18 کا officer ہوتا ہے، اس کی گواہی قبول نہیں ہے۔ لہذا ہمیں سب سے پہلے قانون سازی کرنی ہے۔ کراچی میں ایک گھر سے دو سو چھپن گرینیڈ پکڑے گئے۔ کراچی میں ایک ایسا اسلحہ استعمال ہوا جس کا میں نے بھی نام نہیں سنا تھا چونکہ میری زیادہ عمر کراچی میں گزری ہے۔ اس کا نام گرینیڈ کوف ہے، کلاشنکوف کا نام تو سنا تھا لیکن گرینیڈ کوف کا نام میں نے نہیں سنا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا چیز ہے تو مجھے بتایا گیا کہ اس میں گرینیڈ رکھیں، اسے پھینکیں، وہ سخت جگہ پر جا کر لگے گا اور پھٹ جائے گا۔ وہاں بندوقیں موجود ہیں، اسرائیلی اسلحہ وہاں ہے۔ ایک لائسنس پر سو سو بندوقیں موجود ہیں۔ اس اسلحے کے ڈھیر کو ختم کرنے کے لیے قانون سازی کریں، اسمبلی سے Bill pass کرائیں، اس کے لیے پندرہ سے بیس دنوں کا وقت دے دیں، سرکار کے علاوہ کسی کے پاس اسلحہ نہ ہو، اگر یہ چیز پورے پاکستان کے لیے ہو جائے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر یہ ممکن نہیں کیونکہ طالبان

آپ کو اپنا اسلحہ نہیں دیں گے، لہٰذا جیسے ہم نے موٹروے بنائی، کراچی شہر کی first phase میں deweaponization کی جائے، سرکار کے علاوہ کسی کے پاس اسلحہ نہ ہو۔ پولیس اسٹیشن کی سطح پر محلے وار کمیٹیاں بنائی جائیں، اس میں ہر قوم کے لوگ ممبر لیے جائیں، سو دو سو آدمیوں کا جرگہ بنائیں، پھر ان میں سے پانچ یا دس آدمی چنیں، ان کی موجودگی میں پولیس، ایس ایچ او کو اختیار دے کہ وہ جب چاہے raid کرے اور اسلحہ پکڑے اور اس جرگے یا کمیٹی کے لوگ ان کے ساتھ ہوں تاکہ پولیس سٹیٹ نہ بنے کہ کسی بھی شریف آدمی پر پسٹل رکھنے کا الزام نہ لگے otherwise وہ بیس لاکھ روپے دے اور سخت سے سخت سزا بھگتے کیونکہ کلاشنکوف کی سزا تین سال ہے۔ تین سال جس کیس میں سزا ہو گی اس کو میجسٹریٹ سنے گا۔ کلاشنکوف میں پکڑا ہوا بندہ پانچ ہزار روپے دے کر ضمانت پر واپس آتا ہے لہذا اس کی سزا چودہ سال کریں تاکہ Magistrate کی حیثیت سے ہٹ کر وہ کم از کم Session Court تک تو جائے۔ اگر کرنا چاہتے ہیں تو across the board operation کریں۔ وہ operation کسی قوم کے خلاف نہ کریں کہ پختونوں کو ختم کرنا ہے یا مہاجروں کو ختم کرنا ہے۔ وہ operation کسی پارٹی کے خلاف نہ کریں کہ ایم کیو ایم یا اے این پی یا پیپلز پارٹی کو ختم کرنا ہے۔ وہ operation کسی مسلک کے خلاف نہ کریں کہ شیعہ ختم کرنا ہے یا سنی ختم کرنا ہے۔ وہ operation اس کے خلاف ہو جو land mafia, منشیات mafia، اسلحہ mafia، بھتہ mafia یا target killing mafia بھی ہے۔ ان mafias کے خلاف across the board operation کریں وہ چاہے کسی قومیت، پارٹی یا مسلک کے ہوں۔

تیسرا اور آخری حل کہ آنے والا الیکشن شفاف ہو۔ موجودہ حلقہ بندیاں غلط ہوئی ہیں جس کے میرے پاس proofs and CDs موجود ہیں جو میں کل دکھاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ الیکشن کمیشن کا وہاں کوئی کردار نہیں ہے۔ ایک بندے کا موجودہ ایڈریس PS-92 کا ہے، ایڈریس بھی ایک ہے اور اس کا ووٹ PS-125 میں ڈال دیا گیا جبکہ اس کا نہ کوئی ادھر واسطہ ہے اور نہ کبھی زندگی میں وہ ادھر گیا ہے اور نہ ادھر ہمارا candidate ہے۔ چونکہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ANP نے دو سیٹیں حاصل کی تھیں لہذا اس کی وہ حیثیت ختم کرنے کے لیے یہ سازش کی گئی ہے۔ حلقہ بندیاں غلط کی گئیں ہیں اور آٹھ سے دس لاکھ پختونوں کے ووٹ مستقل ایڈریس میں ڈال کر غلط حلقہ بندیوں میں ڈال دیئے گئے۔ اگر اس شہر میں امن چاہیے تو ایک دوسرے کے وجود کو تسلیم کیا جائے۔ اردو بولنے

والے ہمارے بھائی ہیں،۔ اختیار ان کا حق ہے لیکن اتنا ہی حق دوسرے پاکستانی کا بھی ہے۔ کراچی سندھ کا دارالخلافہ ہے۔ اس پر پہلا حق سندھی کے بچے کا ہے اور پھر سارے پاکستان کا حق ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جنہیں میں میڈیا پر بار بار سنا کر تھک گیا۔ میں ہاؤس سے بھی request کروں گا کہ خدارا! اس کے لیے ایک Special Committee بنائی جائے جو وہاں بیٹھ جائے اور وہ باری باری سب کو بلائے، تمام پارٹیوں کو بلائے اور وہاں کی forces کو strictly order دے۔ وہ چاہے جس بندے کو پکڑیں اور وہ اے این پی کا نام لے تو اس کو میڈیا پر دکھایا جائے تاکہ مجھے تو پتا چلے کہ میری پارٹی کو کون استعمال کر رہا ہے۔ میں نے میڈیا پر بھی کہا اور میں ایوان میں بھی کہتا ہوں کہ بھتہ لینا اپنی ماں اور بہن کا بیچ لینا ہے۔ پھر میں کیوں بدنام ہو رہا ہوں؟ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور جس نے بھی وہ قتل کیا، خدا اس کی نسل کو تباہ و برباد کرے۔ کسی کو کہنا کہ تم یہ قتل کرو میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں، یہ اسی کے گلے پڑے گا، یہ حقیقت ہے۔ اگر دنیا بولے تو بولنے دیں مگر اللہ کی ذات تو ہے لہذا اس کے لیے ضروری ہے کہ کراچی میں حلقہ بندیوں پر اور gang wars پر جو سپریم کورٹ کا آرڈر ہوا ہے، اس کا احترام کیا جائے اور سندھ حکومت کو پابند کیا جائے کہ بدمعاشی اور زمینیں بیچنا بند کر دے اور عدالت کا احترام کرے۔ اگر ہم عدالتوں کا احترام چھوڑ دیں تو پھر ہم کرنا کیا چاہتے ہیں وہ ہمیں بتا دیں تاکہ ہم بھی اس زاویے پر سوچیں۔

آخری بات کہ جنرل صاحب نے کل ایک سیاسی تقریر کی ہے اور ہر فرد اور ادارے کو کہا ہے کہ اپنے گریبان میں جھانکو۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، شاہی سید صاحب۔ حیدری صاحب آپ نے تو تقریر کر لی ہے۔ کیا آپ Point of Order پر ہیں؟ Point of Order بعد میں لے لیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: نہیں جناب ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، جی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شاہی سید میرے لیے انتہائی محترم ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں ایک بات یہ بھی فرمائی کہ کسی بھتہ خور کا اگر جے یو آئی سے تعلق تھا تو۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو انہوں نے ایک مثال دی ہے۔اس کا مطلب جے یو آئی نہیں تھا۔ انہوں نے کسی بھی پارٹی کے متعلق بات کی تھی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرمائیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور شاہی سید کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی کے حوالے سے جو وہاں کی رپورٹ آئی اور سپریم کورٹ کے سامنے پیش ہوئی۔ کم از کم اس رپورٹ میں باقی ساری جماعتیں ہیں لیکن جمعیت علمائے اسلام نہ بھتہ خوروں میں، نہ لینڈ mafia میں، نہ ڈرگ mafia میں اور نہ ٹارگٹ کلنگ میں ہے۔ یہ انتظامیہ کی رپورٹ کورٹ میں آئی ہوئی ہے۔ وہ بھی ان کے علم میں ہو گی۔ میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں جمعیت علمائے اسلام کا کوئی عسکری ونگ نہیں ہے۔ میں اس floor پر challenge کرتا ہوں اور میرے خیال میں ہوسکتا ہے کہ وہ گفتگو کے دوران یہ بات کہہ گئے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو آپ ریکارڈ کا حصہ نہ بنائیں اور اس کو حذف کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ serious بات نہیں ہے مولانا صاحب۔ کسی پارٹی کا کوئی عسکری ونگ نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: نہیں، مطلب یہ ہے کہ یہ ریکارڈ کا حصہ بن رہا ہے۔

سینیٹر شاہی سید: ان کے بندوں نے ہمارے بندے کو کہا کہ طالبان سے اگر جان چھڑانی ہے تو ہماری پارٹی میں شمولیت اختیار کرو۔ میں بندے کا نام بھی بتاسکتا ہوں اور وہ بندہ بھی لاسکتا ہوں۔ طالبان بھی ہمیں انہی کے نام سے ترٹی دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی بات ہو گئی، جی کرنل مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ہم بہت ہی important subject پر پھر بحث کر رہے ہیں اور ہر طرح کی گفتگو سننے کو آ رہی ہے مگر جو اصل بات ہوتی ہے وہ سچی بات ہوتی ہے اور سچ کڑوا ہوتا ہے مگر اس کڑواہٹ کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور سچ کو سچ سمجھنا پڑتا ہے کیونکہ یہ history ہے اور history is his story جو بھی power میں ہوتا ہے وہ تاریخ اپنی مرضی سے لکھواتا ہے۔ اس لیے تاریخ بالکل اپنا سچ گنوا دیتی ہے۔ اگر ہم نے پاکستان کا مطلب کیا، پاکستان کس وجہ سے وجود میں آیا۔ قائد اعظم محمد علی جناح کا کیا vision

تھا؟ کیا پاکستانی قوم کے ساتھ وعدہ تھا؟ پاکستانی قوم کے ساتھ انہوں نے کیا وعدے کیے تھے کہ میں کس قسم کا ملک آپ کو دوں گا۔ جناب چیئرمین! آپ کو دور نہیں جانا، یہ میرے پیچھے دیوار پر بہت بڑے بڑے الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔ قائد اعظم کی وہ تقریر جو انہوں نے independence پر کی تھی، وہی پاکستان کا manifesto اور ideology ہے۔ وہی پاکستان کا prowess ہے، وہی پاکستان کا وجود ہے۔ قائد اعظم ایک سچے اور سیدھی بات کرنے والے شخص تھے اور وہ اپنے ہر لفظ کو اتنے آرام سے choose کرتے تھے کہ انہوں نے کوئی شک نہیں چھوڑا۔

I quote the founder of Pakistan Quaid–i–Azam Muhammad Ali Jinnah:–

> "You are free to go to your mosques, you are free to go to your temples, you are free to go to your churches. From today you cease to be Muslims, you cease to be Hindus, you cease to be Christians, not in the religious sense because religion is a personal matter but in the political sense. From today you are all Pakistanis".

ایک اور writing میں وہ کہتے ہیں کہ "Pakistan shall not", not "will not", "cannot" but "Pakistan shall not be a theological state." He made it absolutely clear کہ پاکستان کیا ہے؟ پاکستان انہوں نے کہا کہ کیا ہو گا تو again I quote from Quaid–i–Azam Muhammad Ali Jinnah ان کے الفاظ، میرے الفاظ نہیں ہیں، کسی اور کے نہیں ہیں۔ "Pakistan will be a modern, tolerant, liberal and democratic state where everybody can live the life of his choice" کہ اپنی زندگی اس ملک میں بسر کر سکتا ہے، وہ اپنے بچوں کو اس ملک میں raise کر سکتا ہے، at his own choice کسی قسم کی compulsion اس پر نہیں ہو گی، کسی قسم کی بندش نہیں ہو گی، کسی قسم کی مذہبی بندش نہیں ہو گی۔ جمہوریت ہو گی، ایک دوسرے کے ساتھ tolerance ہو گی، ایک دوسرے کو برداشت کرنے والا ملک ہو گا۔ Liberal ملک ہو گا، آپ لوگ سوچ سکیں گے، آپ کی سوچ آئے گی، جیسے اسلام پھیلا تھا، اسلام نے پوری دنیا پر راج کیا تھا، جب اسلام میں liberalism تھا۔

ہمارے لوگوں نے mathematics, science, medicines, astrology, میں excel کیا، جب یورپ کے لوگ caves میں رہ رہے تھے، they were living in the dark ages پورے مسلم دنیا میں enlightenment تھی جب Muslim world liberal تھا۔ قائداعظم نے وہ ملک دیا۔ Pakistan movement and Pakistan history کو آپ کتنا بھی distort کر دو، آج بھی لوگ زندہ ہیں، ان کے بیٹے زندہ ہیں جو بتائیں گے۔ Pakistan movement, ہندوستان کے سارے مسلمان، God fearing Muslims, practicing Muslims اچھے مسلمان تھے، کسی کے پاس ٹھیکہ نہیں ہے اچھے مسلمان بننے کا۔ سب اچھے مسلمان تھے اور آج بھی اللہ کے فضل سے ہم سب اچھے مسلمان ہیں۔ انہوں نے کسی مذہبی جماعت کو follow نہیں کیا۔ مذہبی جماعتوں میں جماعت علمائے ہند، جماعت اسلامی ہند، دونوں نے پاکستان کو oppose کیا۔ قائداعظم کو کافراعظم کہا، پاکستان کو ناپاکستان کہا، یہ ان کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں۔ یہ تمام recorded چیزیں ہیں۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں نے قائداعظم کو follow کیا اور قائداعظم کے ساتھ پاکستان بنایا اور پاکستان کو ووٹ دیا اور پاکستان کے لیے اتنی زیادہ قربانیاں دیں اور ہجرت کی اور آج آپ کو کسی جگہ پر liberal Pakistan نظر آرہا ہے؟ آپ کو کسی جگہ پر tolerant Pakistan نظر آرہا ہے؟ آپ کو کسی جگہ پر modern Pakistan نظر آرہا ہے؟ ادھر بات ہو رہی ہے کہ جی آنے دو، negotiation کرو، apologists کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جی امریکہ نے ہیروشیما پر بم مارا ہے یا وہ اب افغانستان میں بم مار رہے ہیں، اس لیے ہم نے داتا دربار پر بم مار دیا ہے۔ جی امریکن افغانستان میں طالبان پر حملے کر رہے ہیں اس لیے ہم نے کراچی کی امام بارگاہوں میں بم مار دیے ہیں، مسجدوں میں بم مار رہا ہوں، لوگوں کی شادیوں میں بم مار رہا ہوں، لوگوں کے جنازے میں مار رہا ہوں۔ پھر بھی خیبر پختونخوا کی حکومت نے اور حکومت پاکستان نے گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔ انہوں نے agreement کیا سوات میں۔ سوات میں ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر agreement کیا کہ جی ٹھیک ہے آپ کا idea تو بہت اچھا ہے، اسلام تو ہمیشہ اچھائی ہی لاتا ہے چلیں بھئی ہم آپ کو try کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ agreement کیا۔ آپ کو وہ پاکستان چاہیے یا آپ کو قائداعظم کا پاکستان چاہیے، جناب چیئرمین! آج وقت آگیا ہے کہ آپ نے decide کرنا ہے کہ آپ کو کون سا پاکستان چاہیے۔ کیا آپ نے بچیوں کو زمین پر لٹا کر کوڑے مروانے ہیں؟ کیا آپ نے قبروں کو کھود کھود کر ہمارے بزرگوں کی لاشیں نکالنی ہیں؟ ہمارے جتنے بھی درخت ہیں کیا آپ نے وہ کٹوانے ہیں؟ کیا آپ نے زبردستی شادیاں کروانی ہیں؟ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ کیا

offer دے رہے ہیں۔ کیا آپ نے اپنے سارے سکول بم سے اڑوانے ہیں؟ کیا آپ نے کسی بچی کو بھی سکول نہیں جانے دینا؟ کیا ایسا پاکستان آپ کو چاہیے؟ آپ ایسے پاکستان کو advertise کر رہے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے آپ کو سیدھا کر لیں اور اپنی سوچ کو سیدھا کر لیں اور ہم وہی پاکستان لیں جس پاکستان کے لیے ہمارے بزرگوں نے قربانیاں دیں۔ لاکھوں لوگوں نے جانیں دیں اور یہ پاکستان حاصل کیا قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ۔ Law and order situation in the whole country کس جگہ پر صحیح ہے۔ کراچی سے زیادہ خیبرپختونخوا میں لوگ مارے جا رہے ہیں۔ کراچی سے زیادہ لاہور میں لوگ مارے جا رہے ہیں، اگر گن لیا جائے تو۔ وہ target killing ہے اور یہ غیرت کے نام پر قتل ہے، پولیس مقابلہ میں قتل ہے، ڈکیتی میں قتل ہیں، آپ یہ ساری figures دیکھ لیں، آپ internet پر figures لیں۔ پولیس کا record آپ نکال کر دیکھ لیں۔ تمام جگہوں پر پورے پاکستان میں figures ایک جیسے ہیں۔ Sectarianism رکتا ہی نہیں ہے۔ یہ جنرل ضیاء الحق کی جو مہربانی ہے اس ملک کے ساتھ، وہ بھائی کو بھائی سے لڑا گیا۔ اس بارے میں 1979 سے پہلے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ شیعہ ہے، یہ سنی ہے، یہ وہابی ہے، یہ دیوبندی ہے، اس سوچ میں ہمیں ڈال دیا ہے، ان جھگڑوں میں ہمیں ڈال دیا ہے۔ آج sectarianism ایک curse بن گئی ہے۔ آج جدھر بھی شیعہ جا رہے ہوں، اگر وہ بس میں جا رہے ہیں تو ان کی بس روکی جا رہی ہے، ان کو قتل کیا جا رہا ہے ان کے شناختی کارڈ دیکھ کر، جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ ہزارہ tribe ہے کیونکہ وہ شکل سے ہی نظر آتے ہیں کہ وہ شیعہ ہیں، ان کو مار دیا جاتا ہے۔ کراچی میں target killing ہے۔ اخبارات میں تو آجاتا ہے کہ target killing میں دس، بارہ لوگ مارے گئے لیکن ان دس میں سے تین سے چار لوگ شیعہ ہوتے ہیں۔ یہ جو جہادی تنظیمیں ہیں، یہ جو مذہبی انتہا پسندی والی تنظیمیں ہیں اس کی آڑ میں وہ اپنا کام کر رہی ہیں۔ ہر جگہ یہ حالت ہے کہ کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔

ملالہ میری بچی ہے۔ اس ایوان میں سب کی بچی ہے۔ اس پاکستان میں وہ سب کی بچی ہے۔ جو اس کے ساتھ ہوا ہے اس کا پورے پاکستان کو دکھ ہوا ہے کیونکہ پاکستان کی بچی کو ظالموں اور درندوں نے نشانہ بنایا۔ ایسا کیوں کیا کیونکہ وہ پڑھنا چاہتی تھی۔ اس کا صرف ایک قصور ہے کہ وہ اسلام کی جو سب بڑی teaching ہے، اس کو follow کرنا چاہتی تھی یعنی 'اقراء'، وہ پڑھنا چاہتی تھی۔ اس کو گولی مار دی گئی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جن میں میرے ایک بزرگ ساتھی، جن کی میں بہت عزت کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ ہماری بچیوں کے لیے نہیں روتے جبکہ ہم سب کے لیے روتے ہیں، وہ سب ہماری

بچیاں ہیں۔ جس بچی کو بھی پاکستان میں مارا جائے، جس بچی کو بھی پاکستان میں threaten کیا جائے، جس بچی کو بھی سکول جانے سے روکا جائے، جس بچی کے ساتھ ظلم کیا جائے، جس بچی کو اس کا حق نہ دیا جائے، اسلامی حق نہ دیا جائے، جس عورت کی عزت نہ کی جائے، اس کے لیے ہم روتے ہیں اور ہم اس کے لیے لڑیں گے، اس لیے کہ وہ سب ہماری بچیاں ہیں، ہماری بیٹیاں ہیں، ہماری بہنیں ہیں۔ یہ ایک icon ہے، یہ ایک سوچ ہے، یہ پاکستان کی ایک سوچ ہے، ملالہ پاکستان کی ایک پہچان ہے کہ پاکستان میں ابھی enlightenment ہے، ابھی بھی liberalism ہے، ابھی بھی modernism ہے، ابھی بھی democracy ہے، جو قائداعظم نے خواب دیکھا تھا وہ آج بھی ہے۔ یہ ہے ملالہ۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم ایک بچی کے لیے روتے ہیں اور دوسری بچی کے لیے نہیں۔ ہم سب بچیوں کے لیے روتے ہیں and same is the case for دہشت گردی۔

خیبر پختونخوا میں روزانہ یہ درندے، یہ دہشت گرد آ کر ہمارے پختون بھائیوں اور بہنوں کو bomb blasts میں مارتے ہیں۔ ہماری وہاں پر ایک پارٹی ہے، اس کے لیڈروں کو مارتے ہیں۔ ہمیں دکھ ہے، ہم روتے ہیں۔ ہم ان کے لیے بولتے ہیں، ہم ان کے لیے feel کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں، وہ پاکستانیوں کا خون ہے، وہ ہمارا خون ہے۔ اس لیے ہم ان لوگوں کے خلاف ہیں کیونکہ انہوں نے پاکستان کی عوام پر جنگ مسلط کی ہوئی ہے۔ پاکستان کے نظریات پر انہوں نے جنگ مسلط کی ہوئی ہے۔ اس لیے ہم ان کے خلاف ہیں۔ ہماری کسی کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔

Supreme Court نے ruling دی کراچی میں۔ Supreme Court of Pakistan نے vindicate کر دیا قائد تحریک الطاف حسین بھائی کو جو کہ چار سال سے رو رو کر، آنسو بہا کر کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں talibanization ہے۔ آج بھی بہانہ بازی کی جا رہی ہے کہ جی وہ طالبان نہیں ہیں وہ تو شریف لوگ ہیں، ان کو طالبان کا نام دیا جا رہا ہے یا وہ بدمعاش ہیں تو کچھ لوگ ان کو طالبان کا نام دے رہے ہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے، Supreme Court of Pakistan کی ruling ہے کہ وہ طالبان ہیں اور talibanization of Karachi ہو گئی ہے اور وہاں پر وہ بہت strong ہیں اور ان کے خلاف operation کیا جائے اور ان کو destroy کیا جائے۔ یہ سپریم کورٹ کی ruling ہے کہ وہاں پر پاکستان کی سالمیت، پاکستان کی اکانومی، پاکستان کا مستقبل، پاکستان کی well being at stake ہے لہذا ان کو وہاں سے remove کیا جائے۔ اس کے بعد تمام intelligence agencies کی reports پر based ہے سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ۔ پندرہ

banned organizations, مذہبی انتہا پسند تنظیمیں وہاں پر operate کر رہی ہیں۔ یہ سب کچھ سپریم کورٹ نے کہا ہے۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہاں پر طالبان نہیں ہیں۔ کون کر رہا ہے یہ bank robberies? کون کر رہا ہے یہ kidnapping for ransom? اس کے نتیجے میں آنے والا پیسا کہاں جا رہا ہے؟ یہ اربوں اور کروڑوں روپے کہاں جا رہے ہیں؟ یہ سب کچھ ادھر استعمال ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ highlighted ہے اور اس پر بھی action لینا ہو گا۔ بلوچستان کے ساتھ چاہے وہاں کے بلوچ ہوں، چاہے وہاں کا پختون ہو، بلوچستان کا رہنے والا بہت غیرت مند ہے، بلوچستان میں رہنے والے ایک بہت ہی غیرت مند قوم ہے۔ یہ ایک اپنا کلچر رکھنے والی قوم ہے۔ ان میں صلاحیتیں ہیں، ان کی اپنی ایک pride ہے، وہ ایک proud nation ہے۔ بلوچستان میں جو nationalities بستی ہیں ان کا اپنا ایک کلچر اور ورثہ ہے، اگر ان میں courage ہے تو اس کو appreciate کرو۔ اگر ان میں independence کا جذبہ ہے تو اس کو build کرو پاکستان کی independence کے لیے۔ اگر وہ sturdy لوگ ہیں تو ان کو استعمال کرو پاکستان کی defence کے لیے، اگر وہ بھوکے ہیں تو ان کو کھانا دو، اگر وہ محنتی ہیں تو ان کو روزگار دو اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو وسائل سے نوازا ہے تو وہ وسائل ان کے ہیں، ان کو دو۔ وہ سب کچھ تو اپنی جگہ ہے، ہر مرتبہ ہم سنتے ہیں کہ جی یہ کمیٹی بن گئی وہ کمیٹی بن گئی، اب rhetoric کا زمانہ چلا گیا ہے، rhetoric کو چھوڑ دیں اور action پر جائیں۔ Rhetoric کو replace کریں۔ اب action لے کر دکھائیں۔ وہاں پر پیسا جاتا ہے، سب کہہ رہے ہیں اور سپریم کورٹ نے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ سارا پیسا آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ غریب بلوچ ویسے کے ویسے رہ جاتا ہے اور وہ انتظار میں ہے کہ کب میرے ساتھ انصاف ہو گا؟ کب نوکریوں میں میرے ساتھ انصاف ہو گا؟ کب میرا پورا حصہ مجھے ملے گا؟ کب میرا علاقہ develop ہو گا؟ کب میری سڑکیں بنیں گے؟ کب میرا شہر صحیح بنے گا؟ کب میرے پاس پینے کا پانی ہو گا؟ آپ نے ان کو basic necessities of life سے deprive کیا ہوا ہے۔ Politically آپ نے ان لوگوں کو 1956 سے لے کر آج تک بالکل ہی مار کر رکھا ہوا ہے۔ In fact اگر آپ تاریخ یا جغرافیہ پڑھیں یا آپ reality دیکھیں تو Balochistan was not part of British India. جب انڈیا کی تقسیم ہوئی ہے تو Balochistan was out of it اور یہ case Khan of Qallat لڑ رہا تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح ان کے وکیل تھے اس case میں کہ it was not part of British India. British India had no right to divide it. یہ تو سب باتیں ہیں جو کہ سوچنے والی

ہیں مگر چلیں آج تو وہ اچھے پاکستانی ہیں، وہ پچھلے ساٹھ سال سے اچھے پاکستانی ہیں، انہوں نے ہر چیز آپ کی برداشت کی ہے، انہوں نے آپ کا ظلم برداشت کیا ہے، آج بھی آپ کے ساتھ ہیں مگر آج بھی it is not too late. لہٰذا ان کو ان کا حصہ دیں۔

جب تک missing persons issue کی لعنت کو حل نہیں کیا جائے گا، آپ imagine نہیں کر سکتے جناب چیئرمین! کہ جب ایک آدمی شام کو یا دن میں اپنے روزگار کے لیے گھر سے نکلے اور واپس نہ آئے تو اس خاندان پر کیا گزرتی ہے اور جب مہینہ اور سال بھر وہ شخص غائب رہے اور گھر نہ آئے اس ظالم زمانے میں تو اس خاندان پر کیا گزرتی ہو گی اور پھر جب کوئی سننے والا بھی نہ ہو تو پھر اس خاندان پر کیا گزرتی ہو گی اور ساتھ ساتھ اس شخص پر کیا گزر رہی ہو گی جو under detention ہو؟ لہٰذا missing persons کا معاملہ بھی ختم کیا جائے۔ بلوچستان کے سارے issues کو solve کیا جائے اور جتنا جلدی حل کریں گے اچھا ہو گا۔

پاکستان کی فوج نے بہت قربانیاں دی ہیں، بہت professionalism اور highest standard of courage دکھائی ہے۔ یہ وہاں پر جا کر لڑے ہیں جہاں دنیا کی کوئی فوج جانے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ جب American Forces وہاں پر کام کرتی ہیں تو ان کے ایک آدمی پر 5700 US$ per month خرچ ہوتا ہے۔ ہمارا soldier بے چارہ وہی جوتے، وہی وردی پہن کر اس علاقے میں جاتا ہے تو اس پر 24 US$ per month خرچ آتا ہے۔ پاکستانی فوج کی قربانیوں کو ضائع نہ کریں۔ انہوں نے جو کارنامے کیے ہیں، ان کو ہماری قوم ہمیشہ یاد رکھے گی۔ انہوں نے سوات اور مالاکنڈ کو درندوں سے clear کیا اور دیگر علاقے بھی clear کیے۔ آج بھی وہ پاکستان کی جنگ ہر جگہ لڑ رہے ہیں، وہ ہماری حفاظت کر رہے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے، دنیا میں کسی جگہ پر اپنی فوج پر تنقید نہیں کی جاتی۔ کسی ملک میں بھی لوگ اپنی agencies یا اپنی فوج کے بارے میں بری بات نہیں کرتے اور کسی media میں بھی نہیں دکھایا جاتا۔ امریکن چار، پانچ جنگیں ہارے ہیں، وہ کوریا میں ہارے، ویتنام میں ہارے، عراق میں ہارے، افغانستان میں ہارے لیکن اپنی فوج کے خلاف نہ کوئی بیان کسی ٹی وی پر آیا ہے اور نہ ہی وہ کبھی دکھائیں گے کیونکہ فوج کو پوری قوم کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ہماری پوری قوم کو فوج کا ساتھ دینا چاہیے تاکہ وہ بہادری سے اپنا کام پورا کریں کیونکہ یہ فوج constitution کے دائرے میں رہ کر اپنی ڈیوٹی اور فرائض انجام دے رہی ہے۔ میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ مشاہد اللہ خان صاحب، آپ کے تمام ساتھی آپ کو اکیلے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ جی سینیٹر فیصل رضا عابدی صاحب۔ عابدی صاحب law and order پر discussion ہو رہی ہے۔

سینیٹر سید فیصل رضا عابدی: جی میں ہی law and order ہوں اس وقت پاکستان میں۔ Charity begins at home تو آپ نے سنا ہو گا۔ اس کو فارسی میں کہتے ہیں، 'اول خویش بعدہ درویش'۔ دنیا بھر میں جو یہ آپ انصاف کی گفتگو کر رہے ہیں اور تمام لوگ انصاف کے دعوے کر رہے ہیں اور پاکستان میں انصاف دلانا چاہتے ہیں۔ میں اس وقت اس موضوع پر کوئی تقریر نہیں کر رہا ہوں، میں پرسوں volume No.2 تمام ثبوتوں کے ساتھ تقریر کروں گا۔ Corruption کے بارے میں دوسرا کتابچہ شائع ہونے والا ہے لیکن آج جو میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں سب سے اہم ترین چیز کی طرف اور میں آج پوچھنا چاہتا ہوں پورے پاکستان سے اور خاص طور پر اس قابل فخر آزاد میڈیا سے کہ میں نے آپ کو Gazette of Pakistan, Notification No.113/2005 دکھایا تھا جو کہ Supreme Judicial Council کا Notification تھا جس کی سربراہی آپ کی قابل احترام شخصیت خود کر رہی تھی جن کو [XXXX][1] کا والد کہا جاتا ہے۔ اس میں واضح طور پر یہ لکھا تھا کہ کسی بھی جج سے اگر مجھے شکایت ہو تو میں الزامات عائد کر سکتا ہوں اور Islamabad High Court کا ایک غیر مستقل جج جو 2002 میں election لڑ رہا تھا، یہ پابندیاں impose کرتا چلا جا رہا ہے۔

مجھے آج صرف یہ بتایا جائے کہ میں Islamabad High Court کا حکم مانوں یا Supreme Judicial Council کا؟ یہ تضاد اگر سامنے آ گیا اور ابھی تک مجھ پر پابندی ہے یہ کونسا طریقہ کار ہے۔ آپ فوری طور پر یہاں پیمرا کے چیئرمین کو بلائیں کیونکہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں جس جس anchor کے talk show میں گیا ہوں ان کو explanation کے letters دیے گئے۔ یہ کس لیے ہو رہا ہے؟ میرے پاس وہ قانون ہے۔ آپ بعد میں پاکستان میں انصاف کی بات کریں، پہلے اپنے سینیٹر کے ساتھ تو انصاف کریں۔ آخر میرے ساتھ انصاف کون کرے گا اور اگر میرے ساتھ انصاف نہیں کرو گے تو عاشورہ کے بعد میں سب سے بڑا law and order ہوں

---

[1] *XXX words expunged by the orders of Mr. Chairman.*

گا، میں بتا دوں-میں کسی کو دفتر میں بیٹھنے نہیں دوں گا- میں باہر کھڑے ہو کر روکوں گا، گاڑی سے اتار کے اور جوتے مار کر پوچھوں گا کہ یہ زبان سمجھ میں آتی ہے تو یہ قانون آپ لوگ پاکستان میں لاگو کر رہے ہیں- یہ رہا 113/2005 یہ میں نے نہیں بنایا- ہم تو میڈیا کو بڑا بہادر سمجھتے تھے-ہم تو خدا کی قسم یہ کہتے تھے کہ آزاد میڈیا پاکستان میں وقوع پذیز ہو گیا ہے کیونکہ جب مشرف نے گفتگو کرنے پر پابندی لگائی تھی تو ہم نے سورماؤں کو لاتیں اور مکے مارتے ہوئے اسی پارلیمنٹ کی گیلریوں میں دیکھا تھا-آپ نے دیکھا تھا نا- آج وہ کہاں ہیں،اس قانون کے بعد بھی کسی کو بہادری نہیں آتی؟ میں اپنے ان قابل احترام صحافیوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا یہ میرے اوپر ظلم نہیں ہے اور اس ظلم پر آپ لوگ خاموش ہیں، کس لیے؟ آج بلوچستان کے قابل احترام سینیٹر صاحب گفتگو کر رہے تھے کہ 3000 target killers کو parole پر چھوڑا گیا جس وجہ سے یہ بدامنی ہوئی- تو ساڑھے تین سال سے فیصل عابدی بتا رہا تھا کہ 22000 دہشت گردوں کو اس xxxx[2] کی پالیسیوں کے تحت عدالتوں نے رہا کیا جنہوں نے افواج پاکستان کے اوپر خودکش حملے کیے- کل پاکستان کے سپہ سالار ارشاد فرما رہے تھے پاکستان میں کسی پر اظہار رائے پر پابندی نہیں ہونی چاہیے- پاکستان میں تو میں ہی ہوں جس پر علی الاعلان پابندی عائد کر دی گئی، کون ہے بولنے والا؟ ہے کوئی جو میرا ساتھ دے؟ ہے کوئی جو میری مدد کرئے، ہے کوئی جو مجھے اجازت دے پاکستان میں بولنے کے لیے؟ میرے تمام الزامات یہ ہیں جو میں نے یہاں آپ کو volume دیا تھا-جس کے اندر پاکستان کے تاریخی جج نے تاریخی کرپشن کی، جس کو آپ کندھوں پر بٹھا کر لائے تھے- میں نے اس میں Secretary Establishment کا letter لگایا ہے جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی ترقیوں اور ٹرانسفر کے لیے باقاعدہ فون پر دھمکیاں دیتا تھا- کوئی ہے مجھے چیلنج کرنے والا؟ نہیں تو مجھے اجازت دی جائے میں اس law and order کے اوپر آپ جو گفتگو کر رہے ہیں یہاں پر وہ movie چلاؤں تاکہ یہ جتنے سپورٹرز بیٹھے ہیں یہ دیکھ تو لیں کہ ہو کیا رہا ہے-مجھے اجازت دی جائے کہ میں ثبوت سامنے لاؤں جس میں ملک کا Chief Justice اپنے بیٹے کی ترقی کے لیے Secretary Establishment کس طرح کو پکار پکار کر دھمکیاں دیتا ہے- کوئی ہے جو مجھے بتائے کہ سرکاری

---

[2] *XXX words expunged by the orders of Mr. Chairman.*

پاسپورٹ 32 سال کی عمر میں اس کا بیٹا کیسے استعمال کر رہا ہے؟ آپ کو PIA کے چھ ٹکٹ دینا چاہتا ہوں۔ آپ کا کیا مطلب ہے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عابدی صاحب، law and order پر focus کریں۔

سینیٹر سید فیصل رضا عابدی: میں ہی تو law and order ہوں۔ آپ کو کھڑا ہوا نظر نہیں آتا؟ آج کل تو پاکستان میں ایک ہی law and order ہے، وہ میں ہوں جس کی تالا بندی کی گئی اور روکا گیا ہے۔ کس لیے؟ پاکستان میں کون سا قانون ہے جس کے تحت مجھے روکا گیا ہے؟ آج مجھے بتاؤ، میں Supreme Judicial Council کی مانوں یا Islamabad High Court کے غیر مستقل جج کی؟ آپ ابھی ruling pass کریں، Chairman PEMRA کو ادھر بلایا جائے اور پوچھا جائے کیسے ایک سینیٹر پر میڈیا پر بولنے پر پابندی عائد کی گئی ہے؟ کیوں چینلز کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ تمہارے ٹیکس گوشوارے کھولے جائیں گے؟ میں یہ واضح کرتا چلوں کہ آج سے آپ count down شروع کر دیں سینیٹر فیصل رضا عابدی عاشورہ کے فوراً بعد ان شخصیتوں کو جو مجھ پر بدمعاشی کریں گے بزور طاقت ان کے offices میں نہیں بیٹھنے دے گا اور یا کہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ کیا پاکستان کے اندر کوئی مائی کا لعل ایسا نہیں ہے جو مجھے بتائے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یا سچ؟ اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو مجھ پر لعنت کرو اور اگر میں سچ بول رہا ہوں تو سورماؤ، تم میرے پیچھے کیوں نہیں ہو؟ ہے کوئی؟ جب آپ یہی نہیں کہہ سکتے تو میں جا رہا ہوں سموسے کھانے، آپ اپنا اجلاس چلائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ Chief Justice Supreme Court کو by name پکارا گیا ہے۔ اس کو expunge کر دیا جائے گا۔ The House stands adjourned to meet again on Thursday, the 8th November, 2012 at 4.00 pm.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 8th November, at 4.00 pm]